ودیعہ کی شرعی حیثیت

Scholastic Analysis of the Trust in Islamic Perspective

محمد ضیاء الحق*
عبد الباسط**

Abstract:

To give wealth to a trust worthy person for the sake of safety and protection is called wadiyah/trust. The scholars of Islamic jurisprudence consider it desirable and reward able action, to keep someone's wealth as a trust at the consent of its owner. Returning of such wealth (without getting personal benefits) is a great virtue. Acceptance of such wealth is optional (Mustaḥab), but it becomes trust when a person accepts it. Its safety and protection is obligatory on part of trustee and he is libel to return it at the demand of its owner.

The given research article discusses in the light of Islamic teaching of the responsibilities of the trustee; and his domain for adopting different ways to ensure safety and protection.

Key word:Trust, Wealth, Trustee, safety, Obligation

* لیکچرر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور۔
** عربیک ٹیچر، گورنمنٹ مڈل سکول عجب باغ، پبی، نوشہرہ۔

دنیا کے نظام کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو معاشرت، معیشت تہذیب اور تمدّن غرض ہر اعتبار سے محتاج پیدا کیا ہے۔ اس کے لیے دوسرے کے بغیر زندگی گذارنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اور معاشرت کی تو بنیاد ہی اجتماعیّت پر ہے روزمرہ کا لین دین، تعلقات، ایک دوسرے کے مال کی حفاظت اسی کا نتیجہ ہے۔ آخر الذکر کی تعبیر امانت ودیعت کیساتھ کی جاتی ہے جو بہتر معاشرے کی تشکیل کی اساس ہے جسے شرعی قانون میں اصول وضوابط کی لڑی میں پرویا گیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ودیعت کا شرعی قانون میں ثبوت، اہمیت، ارکان وشرائط، اقسام اور حکم کا جائزہ لیا گیا ہے

لفظِ ودیعت کی تحقیق:

ودیعۃ فعیلۃ کے وزن پر اسمِ مفعول کے معنیٰ میں ہے جس کا مادہ "ودع" ہے بمعنی" الترک و الدفع"، یعنی چھوڑنا یا دے دینا۔ یہ لفظِ اضداد میں سے ہے، یعنی بطورِ امانت کسی کو مال دینے یا لینے، دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[1] اِیداع کا معنیٰ ہے:

"تسليط الغير على حفظ ماله صريحاً أو دلالة والوديعةما تترک عند الأمين".

صراحتاً یا دلالتاً کسی کو اپنے مال کی حفاظت کا ذمہ داری سونپنا اور ودیعت وہ مال ہوتا ہے جو کسی کے پاس حفاظت کے لیے چھوڑا گیا ہو۔[2]

ودیعت کی مشروعیت:

ودیعت کی مشروعیت کتاب اللہ، سنتِ رسول، اجماع اور قیاس ہر ایک سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

"إنّ الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلىٰ أهلها"[3]

بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ پہنچادو امانتیں اس کے اہل والوں کو۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فليؤد الذي ائتمن أمانته وليتق الله ربه[4]

پس چاہیے کہ پورا کردے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا گیا ہے، اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اس کا۔

اور حدیث نبوی ہے:

أدّ الأمانة إلى من ائتمنک ولا تخن من خانک".[5]

جو شخص تمھارے پاس امانت رکھے اس کی امانت کو واپس کر دو اور جو تمھارے ساتھ خیانت کا ثبوت دے اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔

اسی طرح ودیعت کے جواز پر ہر دور میں علماے امت کا اجماع رہا ہے اور ضرورت کی وجہ سے عقل اور قیاس بھی اس کے جواز کا متقاضی ہے۔[6]

ودیعت کی حکمت اور فلسفہ:

نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا شریعت کا مزاج ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو آدمی دوسرے کی مدد میں لگا رہے اللہ تعالی اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔[7] اسی حدیث سے فقہا نے ودیعت کے جواز پر استدلال کرتے ہوئے مستحب قرار دیا ہے۔ جو بطورِ امانت ہو گا اسے مالک کو بحفاظت لوٹانا باعث اجر و ثواب ہے۔ اس کے لیے:

(۱) اِیداع

(۲) ودیعت

(۳) امانت

کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ ودیعت رکھوانے والے کو مودِع یا مستودِع جس کے پاس رکھوائی جاتی اسے مودَع، مستودَع یا ودیع کہا جاتا ہے بعض اوقات ففقہاء مودَع اور مستودَع سے مال ودیعت کو تعبیر کرتے ہیں۔[8] حنفیہ کے ہاں ودیعت قبول کرنا مستحب ہے جو امانت کے حکم میں ہوتی ہے یعنی اس کی حفاظت واجب ہو گی۔ امین ایسی چیز کو بطورِ عاریت، رہن، کرایہ اور امانت کسی اور کو نہیں دے سکتا اور مالک کے مطالبے پر اس کی واپسی واجب ہوتی ہے۔ امین کی تعدی یا غفلت کے بغیر ودیعت میں آنے والے عیب یا ہلاکت کی ذمہ داری امین پر نہیں ہو گی اگرچہ مالک نے ضمان کی شرط لگائی ہو۔ اور اگر ودیعت کی ہلاکت اور عیب میں امین کا عمل دخل ہو تو پھر ذمہ دار ہو گا اور قیمت ادا کرنی پڑے گی۔[9]

ارکان و شرائط:

ودیعت چونکہ ایک عقد ہے اس لیے دیگر عقود کی طرح یہ بھی ارکان و شرائط پر مشتمل ہے۔ ارکان تو اس کے دو یعنی: ایجاب، قبول ہیں۔ جو صراحتاً اور دلالتاً دونوں طرح ہو سکتے ہیں مثلاً: ایک شخص نے سامان لا کر دوسرے کے پاس خاموشی سے رکھ دیا اور دوسرے نے اسے خاموشی سے قبول کر لیا یہاں اگرچہ صراحتاً تو ایجاب و قبول نہیں لیکن دلالتاً ہے۔ اس لیے عرف کی بناء پر اسے بھی عقد ودیعت ہی سمجھا جائے گا۔[10]

جب کہ درج ذیل تین شرائط ہیں

مال پر قبضہ ممکن ہو اڑتے پرندے، بھاگے ہوئے غلام یا ڈوبے مال کو ودیعت نہیں کہا جاسکتا۔

مودَع عاقل ہو بالغ یا آزاد ہونا ضروری نہیں۔

مودِع بھی عاقل ہو یہاں بھی بلوغت یا حریّت ضروری نہیں۔[11]

مالِ ودیعت کی حفاظت شرعی نقطہ نظر سے:

فقہاے کرام کی تصریحات کے مطابق مودَع کو ودیعت کی حفاظت کے لیے ممکنہ طریقے اختیار کرنا ضروری ہیں حسب ضرورت جگہ اور محافظ دونوں کا بندوبست اسی کے ذمہ ہو گا۔ جگہ کا انتخاب مالِ ودیعت کی حیثیت سے ہو گا مثلاً: نقود اور جواہرات کو اصطبل میں رکھنے کو حفاظت نہیں کہا جائے گا اور ضائع ہونے کی صورت میں تاوان لازم ہو گا۔[12] ان قواعد کی روشنی میں وہ اپنے، اپنے اہل و عیال، معتمد، اور شرکا کے پاس حفاظت کے لیے مال رکھوا ناوران کے واسطے سے واپس کروانا دونوں درست ہے ۔اور ہنگامی حالات مثلاً: آگ یا سیلاب کی صورت میں مال کی حفاظت کے لیے امکانی صورتیں اپنائی جائیں گیں اس غرض سے مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہو تو یہ کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔[13]

امین کے ضامن ہونے کی صورتیں۔

(۱) مودَع مال کی حفاظت میں غفلت کا مرتکب ہو یا اس نے تلف کی ہو۔

(۲) امانت کے مال کو اپنے مال سے اس طرح خلط کر دے کہ دونوں میں تمیز ناممکن ہو جائے۔ اگر دونوں کی جنس ایک ہو تو صاحبین کے نزدیک صاحبِ مال کو عین یا تاوان دونوں میں سے کسی ایک کے وصول کرنے کا اختیار ہے۔

(۳) مالک ودیعت کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہو اور امین باوجود قدرت کے واپس نہ کر رہا ہو۔

(۴) عادتاً جن لوگوں کے پاس حفاظت کے لیے مال رکھا جاتا ہے، اُن کی بجائے کسی اور کے پاس مال رکھ دے۔

(۵) مالِ ودیعت میں تعدی پائی گئی ہو: یعنی مالک کی اجازت کے بغیر اسے استعمال کر رہا ہو۔ البتہ اگر استعمال ترک کرنے کے بعد مال اپنی حالت پر برقرار ہو تو یہ مال پھر امانت ہو گا اور ضمان بھی لازم نہیں ہو گا۔[14]

(۶) حفاظت کے عوض امین نے مالک سے اُجرت وصول کی ہو اس کے باوجود کسی ایسے سبب سے وہ مال چوری یا ضائع ہو جائے جس سے بچنا ممکن ہو تو یہ تصوّر کیا جائے گا کہ یہ صرف اس کی غفلت سے ضائع ہوا۔[15]

(۷) حنفیہ کے ہاں مودَع کی تعیین ضروری نہیں اگر کوئی شخص ایک مجمع میں لوگوں کے پاس ایک چیز امانت رکھ

دے اور وہ سارے لوگوں نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو تو یہ بھی دلالتاً قبول ودیعت ہی شمار ہو گی۔ اب اگر ان لوگوں کے اٹھنے کے بعد مال ضائع ہو گیا تو سب پر ضمان ہو گا اور اگر ایک ایک کر کے اُٹھتے رہے تو سب سے آخر والے پر ضمان ہو گا۔[16]

مودِع کی شرائط کی حیثیت:

مودَع کی جانب سے پائی جانے والی شرائط ان کا تعلق مقام سے ہو یا افراد سے میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ حفاظتی نقطۂ نظر سے مفید اور ممکن العمل ہوں تو معتبر ہوں گی ورنہ نہیں۔ مثال کے طور پر مودِع نے ودیعت کی حفاظت کے لیے ایک ہی مکان کے دو کمروں میں سے ایک میں سامان کی حفاظت کی شرط لگائی جب کہ دونوں کمرے یکساں محفوظ ہوں تو ایسی شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔ اور اگر فرق ہو تو پھر یہ شرط واجب العمل ہو گی۔ علامہ بابرتیؒ فرماتے ہیں:

"الأصل فيه أنّ الشرط إذا كان مفيداًوالعمل به ممكناً وجب مراعاته والمخالفة فيه توجب الضمان وإذا لم يكن مفيداً أو كان ولم يكن العمل به ممكناً كما نحن فيه يلغو".[17]

اسی طرح اگر یہ شرط لگائے کہ تم بہر صورت اس مال کے ضامن ہو، یا تم دن رات اس کی حفاظت کرو گے، یا تم خود ہی اس کی حفاظت کرو گے اور اپنے اہل وعیال اور بیوی وغیرہ کو نہیں دو گے، حالانکہ مودَع کے لیے ان پر عمل ممکن نہ ہو تو ایسی تمام شرطیں باطل ہوں گیں، اگر مالِ ودیعت ایسی چیز ہو جس کی حفاظت مودَع کے لیے بغیر حرج کے ممکن ہو تو پھر یہ شرط درست ہو گی۔[18] اگر مالک کی طرف سے مالِ ودیعت کو ساتھ لے جانے پر پابندی نہ ہو تو مودع اسے سفر میں پاس رکھ سکتا ہے بشرطیکہ راستہ پُرامن ہو۔ لیکن اگر مالک کی طرف سے سفر میں لے جانے کی اجازت نہ ہو یا اجازت تو ہو مگر راستہ پر خطر ہو یا سفر غیر ضروری ہو یا تو ضروری تو ہو، لیکن سفر میں تنہا ہو اور مالِ ودیعت کو اپنے مقام پر چھوڑنے میں کوئی چیز مانع بھی نہ ہو تو اِن تمام صورتوں میں مودَع ضامن ہو گا۔[19] اگر امین کی جانب سے ابتدا ہی سے محافظت کی اُجرت طے کی گئی ہو تو اس کا ادا کرنا واجب ہو گا۔[20] موجودہ دور میں بینکوں کے لاکرز، گاڑیوں کے سٹینڈز وغیرہ کے استعمال کے عوض اجرت اسی قبیل سے ہے جس کے جواز میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔[21]

ودیعت فسخ ہونے کی وجوہات:

عقدِ ودیعت غیر لازم عقد ہوتا ہے جسے فریقین میں سے کوئی کسی بھی وقت دوسرے کی رضامندی کے بغیر فسخ کر سکتا ہے تاہم فسخ کے بغیر عقد ودیعت چند وجوہات سے ختم ہو سکتا ہے:

(۱)عاقدین میں سے کسی ایک کی موت سے، البتہ مالک کے فوت ہونے سے مودَع پر مطالبہ کے بغیر مالِ ودیعت کا ادا کرنا لازمی نہیں۔ اس دوران ودیعت ضائع ہونے سے مودَع پر ضمان نہیں آئے گا۔

(۲)دونوں میں سے کسی ایک کے پاگل ہونے سے۔

(۳)مودَع خود معزول ہو جائے یا صاحبِ ودیعت اسے معزول کر دے۔

(۴)مودع ودیعت حوالہ کرنے سے انکار کر دے، اس صورت میں عقد ودیعت ختم ہو جاتا ہے اور مال ودیعت غصب کی طرح قابلِ ضمان بن جاتا ہے۔[22]

ودیعت کی مختلف صورتیں:

پہلی صورت: مال ودیعت مودَع کے پاس امانت ہوتا ہے اور ہلاکت سے ضمان نہیں آتا۔[23] اس کی دلیل عمرو بن شعیبؓ کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' من أودع وديعة فلا ضما ن عليه''

ترجمہ: جس نے امانت رکھی اس پر کوئی تاوان نہیں۔[25]

دوسری صورت: مودَع ودیعت کی خود اور اپنے عیال سے حفاظت کرا سکتا ہے۔

مودَع امانت کی حفاظت خود اور متعلقین سے کروا سکتا ہو کیوں کہ آدمی ہر وقت گھر پہ موجود نہیں ہوتا کبھی نکلنا بھی پڑتا ہے اس لیے اب اگر اہل وعیال سے امانت کی حفاظت نہیں کرائے گا تو کس سے کرائے گا۔26 حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

''ان يتخلف عنه بمكة حتىٰ يودى عن رسول ﷺ الودائع التى كانت عنده للناس-''

ترجمہ: وہ مکہ مکرمہ میں قائمقام ہوں اور حضور ﷺ کی تمام امانتوں کو ادا کریں جو ان کی پاس لوگوں کی تھیں۔[27]

تیسری صورت: ودیعت کی حفاظت اہل وعیال کے علاوہ کسی سے کروانے سے مودَع ضامن ہو گا۔28 اپنی امانت مودَع کے پاس رکھوانے کا مطلب یہ ہے کہ مودِع اسی پر اعتماد کر رہا ہے اور اسی کی حفاظت پر راضی ہے کسی اور پر نہیں مودَع کی طرف سے یہ ذمہ داری کسی اور کو سونپنے سے مالک کے مرضی کی مخالفت کی جا سے اس پر ضمان لازم ہو گا چنانچہ قاضی شریح کا مشہور اثر ہے:

''من استو دع وديعة فا ستو دعها بغير اذن اهلها فقد ضمن''

ترجمہ: کسی نے کسی کے پاس امانت رکھوائی اور وہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور کے پاس امانت رکھوا دیتا ہے تو مودَع ضامن ہو گا۔29

مگر چند صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جن میں مودَع مالک کی اجازت کے بغیر حفاظت کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کر بھی دے تو اس پر ضمان نہیں آتا وہ دو صورتیں ہیں: جب گھر میں آگ لگ جائے اور مالِ ودیعت پڑوسی کے سپرد کر دی جائے ۔یامالِ ودیعت کشتی میں ہو اور کشتی ڈوبنے کا اندیشہ ہو مودَع مال کو بچانے کے لیے دوسری کشتی میں پھینک دے۔

چوتھی صورت: اگر مودَع مالِ ودیعت کو اپنے مال کے ساتھ اس طرح ملادے کہ اس کا جدا کرنا ممکن نہ ہو۔[30] چنانچہ اگر مودَع نے اپنے اختیار سے مالِ ودیعت کو اپنے مال کیساتھ اس طرح ملادے کہ دونوں کا جدا کرنا محال ہو جائے ہو تو ایسی صورت میں مودَع قیمت کا ضامن ہو گا کیوں کہ مخلوط چیز کا جدا کرنا مشکل ہے اس لیے قیمت دی جائے گی طنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے کسے کے پاس امانت رکھوائی تو اس نے میرے مال کو اپنے مال کے ساتھ اس طرح خلط کر دیا کہ اس کا جدا کرنا ممکن نہیں تھی میں یہ مقدّمہ حضرت عمرؓ کی عدالت لے گیا تو آپؓ نے فرمایا:

"انک لأمین فی نفسی و لٰکن ملکت من بین ما لک فضمنته": 31

ترجمہ: تم بذات خود تو امین ہو لیکن تم نے ودیعت کو اپنے مال کے ساتھ ملادیا ہے تو مجھے انہوں نے اس کا ضامن ٹھہرایا۔

پانچویں صورت: مودَع نے مالِ ودیعت میں سے کچھ خرچ کر کے اس کے مثل باقی میں ملادیا تو تمام کا ضامن ہو گا۔32

چھٹی صورت: مالک نے مالِ ودیعت طلب کیا لیکن مودَع نے انکار کر دیا تو قیمت کا ضامن ہو گا۔33

ساتویں صورت: تکلیف کے باوجود مودَع ودیعت کو سفر پر لے جا سکتا ہے۔[34] بشرطیکہ مالک نے منع نہ کیا ہو اور ودیعت کے ضائع ہونے کا خدشہ بھی نہ ہو جبکہ صاحبین کے نزدیک اگر بار برداری کی محتاج ہو تو پھر اسے سفر میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ منع کرنے کے باوجود لے جانے پر ضامن ہو گا صحابی رسول حکیم بن حزامؓ کا یہی عمل تھا جب وہ کسی مال دیتے تو اسے سفر میں ساتھ لے جانے سے منع کرتے:

کا ن یشترط علی الرجل اذا اعطا ہ ما لا مقارضة یضرب له ان لا تجعل ما لی فی کبد رطبة و لا تحمله فی بحر و لا تنزل لابه بطن سیل فا ن فعلت شیئا من ذا لک ضمنت ما لی[35]

ترجمہ: وہ مال مضاربت پر دیتے وقت یہ شرط لگاتے تھے کہ میرا مال جاندار کے خریدنے میں نہ لگائیں ،سمندری سفر میں ساتھ نہ لے جائیں، اور کسی وادی میں قیام نہ کریں، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ میرے مال کے ضامن ہوں گے۔[35]

آٹھویں صورت:

دو آدمیوں نے ایک آدمی کے پاس ودیعت رکھی ایک نے اپنے حصے کا مطالبہ کیا تو دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کا حوالہ کرنا جائز نہیں۔

اگر دو آدمیوں نے ایک کے پاس امانت رکھی پھر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ طلب کیا تو اسے دوسرے کے آنے تک حصہ نہیں دیا جائے گا۔ جبکہ صاحبین کے فرماتے ہیں کہ اسے حصہ کے بقدر دے دیا جائے گا علامہ کاسانیؒ حضرت حنش کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ: دو آدمیوں نے قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینا راس شرط پر امانت رکھوائے جب تک دونوں نہ آجاتے کسی ایک کو اس کا حصہ نہیں دیا جائے گا۔ پھر ان میں ایک اس عورت کے پاس اپنے مال مطالبہ کرنے لگا کہ میرے شریک کا انتقال ہو گیا ہے اس لیے مجھے میرا مال دے دیں تو اس نے انکار کر دیا۔ تین سال تک اس آنے جانے کا سلسلہ بھی جاری رہا اور سفارش بھی کرواتا رہا۔ یہاں تک کہ عورت نے اس کو امانت دے دی پھر دوسرا شریک آکر مالکا مطالبہ کرنے لگا وہ اسے لیکر حضرت عمرؓ کے پاس لے گئی آپ نے اس سے فرمایا:

''هل بينة؟قا ل هي بينتي،فقال ما اظنک الّا ضا منة''۔[36]

ترجمہ: کوئی گواہ ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ عورت ہی میری گواہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا گمان ہے کہ وہ ضامنہ ہے۔37

نویں صورت: مالک نے ودیعت بیوی کے حوالے نہ کرنے کی شرط کیساتھ مودَع کے سپرد کیا مودَع اسے بیوی کے حوالے کرنے سے ضامن نہیں ہو گا۔ کیوں کہ عرف میں امانت کی حفاظت اہل وعیال سے کرانا جائز اور مجبوری ہے۔ ایسی شرائط مشکلات کا باعث ہوتی ہیں اس لیے ہلاکت کے باوجود مودَع اس مال کا ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا۔38

دسویں صورت: اگر مودِع نے مودَع سے کہا کہ ودیعت کی حفاظت کے لیے فلاں کمرے میں رکھنا اور مودَع نے تاکید کے باوجود اسے دوسرے کمرے میں رکھا تو بھی ضامن نہیں ہو گا۔ البتہ دوسرے گھر میں رکھنے ضامن ہو گا۔[39]

گیارویں صورت: ایک شخص نے کسی کے پاس ودیعت رکھی اور مودَع نے یہ ودیعت کسی اور کے پاس رکھوادی اور وہ تلف ہو گئی تو مالک پہلے سے تاوان کے لیے رجوع کرے گا نہ کہ دوسرے کی طرف۔[40]

نتائج بحث:

معاشرت انسانی فطرت ہے جس سے وابستہ حقوق کی رعایت اسے خوشگوار اور دیرپا بنادیتی ہے۔ ان منجملہ حقوق میں سے ایک امانت بھی ہے جس کے لیے ودیعت کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا ثبوت قرآن وسنّت سے ہے۔ اسی اہمیّت کی پیش نظر اسے فقہاء نے قانونی سانچے میں ڈھال کر اس کے لیے شرائط وارکان مقرر کی ہیں ۔ان میں امانت رکھنے، رکھوانے، اور مال تینوں کی رعایت رکھ گئی ہے۔ بنیادی شرط تو اہلیّت ہے جس میں مال کی حفاظت کے ممکنہ تمام طرق شامل ہیں۔ لیکن حکم کی مزید وضاحت کے لیے اس کی متعدد اقسام ذکر کی گئیں ہیں ۔ بعض میں مودَع کو نقصان کا ذمہ ٹہرایا گیاہے اور بعض میں نہیں۔ نقصان کے ذمہ ٹہرانے میں تعدّی کے بنیادی اصول کو حکم کا محور قرار دیا ہے۔ یعنی ودیعت کو نقصان اگر مودَع کی تعدّی سے پہنچا ہو تو وہ ذمہ دار ہو گا ورنہ نہیں۔

References

[1] Ibn e Manzoor Muhammad, Lisan ul Arab, Mada wa da aa, Dar Sadar, Bairout711, Vol, 51, Pg: 352, 452, 453/

[2] ‘Alī Ḥaider Durar Al Ḥukkām Sharaḥ Mujalla Al Aḥkām,Al Maktaba Al ‘Arabīya Kānsī Road quetta,Jld-6,Pg:1036

[3] Al Nisā:85

[4] Al Baqara:382

[5] Musnad Al ‘Imām Al Aḥmad,Aḥmad Bin Ḥambal,Dār ‘Iḥya Al Turāth Al ‘Arabī Beirūt,Hadith:89941

[6] ‘Ibn Mawfiq Al Dīn Abū Muḥammad ‘Abdullah Bin Aḥmad,Al Muḥghnī,Dār Al Fikar,Beirūt,Vol-7,Pg:80

[7] Al Sajistānī Abū Dāwūd Sulaimān Bin Ash‘ath,Sunan Abī Dāwūd, Maktaba Raḥmānīya urdū Bāzār Lāhor,Vol-2,Pg:320

[8] Al Mawsū‘a Al Fiqhīya,Wizarat Awqāf Quwet,Vol-5,Pg:34

[9] Al Fatāwa Al Hindīya Maktaba Rashīya Lāhor,Vol-4,Pg:833

[10] Al Ḥaṣkafī Muḥammad ‘Alā Al Dīn Bin ‘Alī,Al Rad Al Mukhtār ‘Alā Dur Al Muḥtār,2nd Eidition,Maktaba Rashīdīya Sarkī Road Quetta 1440,Vol-8,pg:454-455

[11] Al Kāsānī ‘Alā Al Dīn Abi Bakar Bin Mas‘ūd,Badāi‘ Al Ṣanāi‘,Maktaba Al Ḥabibīya Kānsi Road Quetta,1st Eidition,1409,Jlid-8,Pg:253

[12] Durar Al Ḥukkām Sharaḥ Mujalla Al Aḥkām,

[13] Badāi‘ Al Ṣanāi‘,Vol-8,Pg:453-553

[14] MurGhīnānī Burhān Al Dīn Abū Al Ḥasan‘Alī Bin Abū Bakar,Al Hidāya,Maktaba Al Bushrā,Vol-7,Pg:454-457

[15] Durar Al Ḥukkām Sharaḥ Mujalla Al Aḥkām,Vol-6,Pg:662

[16] Zain Al Dīn Bin ‘Ibrāhīm Bin muḥammad, Al Baḥar Al Rā‘iq, Dār Al Kutub Al ‘Ilmīya,Vol-7,Pg:464

[17] Al Baḥar Al Rā‘iq, Vol-7,Pg:416

[19] Badāi‘ Al Ṣanāi‘,Vol-8,Pg:385-395

[20] Al Baḥar Al Rā'iq, Vol-7,Pg:427-437
[21] Khulāṣa Al Fatāwa Beirūt,Vol-4,Pg:298
[22] Raḥmānī Khālid Saif Al Allah,Qāmūs Al Fiqh Zazaz Publīsatons,Vol-5,Pg:256
[23] Al Sa'dī 'Alī Bin Ḥussain, Al Nataf Fī Al Fatāwa,Muassa Al Risāla Beirūt Vol-2,Pg:580

[24] Al Hidāya,Vol-6,Pg:208
[25] Al Nisā:85
[26] Al Qazwīnī Muḥammad Bin Yazīd Bin Māja Sunan Bin Māja,Aārām Bāgh Karāchī,Hadith:1042
[27] Ṣadar Al Dīn Bin Tāj Al Sharī'a,Sharah Al Wiqāya,Maktaba Raḥmānīya,Vol-3,Pg:962
[28] Al Beyhaqī Abū Bakar Aḥmad Bin Al Hussain Bin 'Alī,Sunan Beyhqī,Nashar Al Sunnah Multān,Vol-6,274
[29] Badāi' Al Ṣanāi',Vol-6,Pg:802
[30] Al Ṣan'ānī 'Abddul Razāq,Dār Al Kutub Al 'Ilmīya Beirūt,Vol-8,Pg:281
[31] Al Qudūrī Abū Al Ḥassan Bin Aḥmad Bin Muḥammad Bin Ja'far,Al Qudūrī,Maktaba Ḥussainīya Dikandrī Road Pār Hotī Mardān,Pg:120
[32] Al Bayhaqī,Vol-6,Pg:474
[33] Badāi' Al Ṣanāi',Vol-6,Pg,Pg:312
[34] Al Hidāya,Vol-6,Pg:312
[35] Ṣadr Al Dīn Bin Tāj Al Sharī'a,Sharah Al Wiqāya,Maktaba Raḥmānīya,Vol-3,Pg:962
[36] Al Dār Quṭnī 'Alī Bin Umār Dār Al Quṭnī Dār Al Nashar Kutub Al 'Il 'Islāmiya Lāhor,Vol-3,Pg:35
[37] Badāi' Al Ṣanāi',Vol-6,Pg,Pg:210
[38] Sunan Bayhaqī,Vol-6,Pg:374
[39] Abū Barakāt 'Abdullah Bin Aḥmad Bin Maḥmūd Al Nasafī,Kaz Al Daqāīq,Maktaba Ḥaqqānīya Tī Bī Hasptāl Road Multān,380
[40] Al Hidāya,Vol-6,Pg:312
[41] Al Qudūrī,Pg: 120